لامذہبی دور کا علمی و تاریخی پس منظر

مولانا محمد تقی صاحب امینی۔ صدر مدرس مدرسہ معینیہ درگاہ شریف اجمیر

(۹)

نظریۂ جنسیت | (۳) نظریۂ جنسیت۔

یہ نظریہ مشہور ماہر نفسیات فرائڈ " SIGMUND FREUD " (پیدائش ۱۸۵۶ء) کی طرف منسوب ہے۔

اس کی تشریح سے پہلے "فرائڈ" کے چند اصول رہبر و چند مسلمات کا جان لینا ضروری ہے تاکہ نظریہ کی اصل حیثیت متعین کرنے میں سہولت ہو۔

فرائڈ کے اصول رہبر | اصول رہبر۔

(۱) جس چیز کی ممانعت ہے اس کی خواہش ہونی چاہئے یعنی اگر لوگوں نے ایک چیز کے کرنے کی خواہش نہ کی ہوتی تو اس کے خلاف قانون و رواج میں ممانعت و رکاوٹ کبھی نہ ہو سکتی تھی۔

اس اصول کے مطابق جس چیز کی جس قدر زیادہ سختی کے ساتھ ممانعت ہے اس کی اسی قدر زیادہ سختی کیساتھ خواہش بھی ہونی چاہئے۔ چنانچہ اپنے باپ کو مار ڈالنا۔ محرمات سے شادی کرنا اور قریبی اعزہ میں جنسی تعلقات وغیرہ خاص طور پر قابلِ نفرت فعل اور شدید جرم ہیں، ان سب کے ارتکاب کی اسی شدت کے ساتھ خواہش بھی ہونی چاہئے کہ جس کے روکنے کیلئے معاشرہ کو شدید مذمت اور سزا کی ضرورت پڑی ہے۔

(۲) جس چیز کا خوف ہوتا ہے غالباً اس کی خواہش ہوتی ہے اور خوف دراصل خواہش کا نقاب ہوتا ہے۔ جنسی زندگی میں جو خوف پایا جاتا ہے وہ اکثر عجیب و غریب ہوتا ہے اور "فرائڈ" کو اس پر ناقابلِ قبول خواہشوں

کے پردہ پوش ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔

(۳) کسی شخص کی عافیت سے متعلق غیر معمولی پریشانی ممکن ہے اس کو مضرت پہونچانے کی غیر شعوری خواہش کا نقاب ہو اور یہ پریشانی اس خواہش پر پردہ ڈالے ہوئے ہو۔[۱]

فرائڈ کے مسلمات | چند مسلمات۔

(۱) اسباب یعنی خواہشوں کی جستجو ماضی میں کرنی چاہیئے۔

(۲) ماضی حال کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

(۳) ہر قسم کا کردار محرک (خواہش) پر مبنی ہوتا ہے یعنی انسان کے تمام افعال ارادی وغیر ارادی اتفاقی وارادہ کے مخالف سب محرکات کا نتیجہ ہوتے ہیں اور خواہشات کو پورا کرتے ہیں۔

اس طرح ہر قسم کی فعلیت تحریکی ہوتی ہے اور عملاً تحریک ہی کل نفسیات ہے، نیز ہر قسم کی فعلیت خواہش کی تکمیل ہوتی ہے۔ خواہ یہ براہِ راست ہو یا ہیر پھیر سے ہو۔

(۴) محبت حقیقی معنوں میں جنسی ہوتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی محبت نہیں ہوتی ہے۔[۲]

نظریۂ جنسیت کے مبادیات وستون | نظریۂ جنسیت، ان امور سے بحث کرتا ہے جو فرد کی زندگی کی غیر شعوری گہرائیوں میں واقع ہوتے ہیں اور تحلیلِ نفسی کے ذریعہ ان تک پہونچا جاتا ہے۔

اس کی تحقیق وتدقیق میں خوابوں، لغزشوں، ظرافتوں اور خاص طور پر عصبی اختلال کو بنیاد بنایا گیا ہے یعنی ان چیزوں کی تحلیل میں "فرائڈ" کو جو دبی ہوئی خواہشیں اور گرہیں ملیں وہ زیادہ تر جنسی نوعیت کی تھیں۔ بالخصوص عصبی اختلال کی ہر صورت میں اس کو جنسی خرابیاں ہی نظر آئیں جو محض جنسی خواہشوں کو دبا دینے پر مبنی تھیں۔

"فرائڈ" کے نزدیک عصبی اختلال کی ابتدا "دبی ہوئی طفلی جنسیت" سے ہوتی ہے لیکن یہ دبی ہوئی طفلی جنسیت انہیں اشخاص کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جن پر زندگی کے کسی دور میں اعصابی حملہ ہوا ہو بلکہ ہر فرد میں زندگی کے اہم جز کی حیثیت سے موجود ہوتی ہے اور کردار کی ایسی خصوصیتوں کا باعث ہوتی ہے جن کا سرسری نظر میں جنسیت سے تعلق ناممکن معلوم ہوتا ہے، گویا تین لفظ (۱) دبی ہوئی (۲) طفلی اور (۳) جنسیت

---

[۱] جدت نفسیات ص۱۴۹ [۲] حوالہ بالا از ص۵۵ تا ۵۶

فرائڈی نفسیات کے تین ستون ہیں[1]

شعور اور لاشعور کی طرف نفسِ انسانی کی تقسیم | نظریۂ جنسیت میں نفسِ انسانی کی تقسیم شعور اور لاشعور کی طرف کی گئی ہے

(۱) شعور۔ نفسِ انسانی کا وہ حصہ ہے کہ جس کے ذریعہ انسان سوچنے۔ سمجھنے اور تصرفات وغیرہ کے قابل بنتا ہے۔

(۲) لاشعور۔ وہ حصہ ہے جو شعور کے نیچے موجود رہتا ہے اور انسان کے تمام جذبات وخیالات وغیرہ کا سرچشمہ بنتا ہے۔

یہ حصہ" شعور" کے مقابلہ میں بہت بڑا ہے اور ان دونوں میں تقریباً ایسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ جھاگ اور سمندر کے درمیان ہے یعنی شعور جھاگ ہے اور لاشعور سمندر ہے۔

اس لاشعور میں ہر وقت ایک زبردست جنسی خواہش موجود رہتی اور انسان کو بیقرار و بےچین رکھتی ہے۔ شعور کے ذریعہ انسان اس کی تسکین کا سامان فراہم کرنا چاہتا ہے لیکن احساس کے باوجود شعور چند بڑی رکاوٹوں کی وجہ سے ان خواہشات کی تکمیل نہیں کرسکتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کو مستقل بےچینی وبیقراری لاحق ہوجاتی ہے اور پھر وہ جنون وغیرہ دماغی امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

یہ" رکاوٹیں" مذہب۔ قانون واخلاق وغیرہ کی مصنوعی بندشیں اور سماج کے پُرفریب ڈھکوسلے ہیں جو جنسی تسکین کی راہ میں" آڑے" آتے ہیں اور خواہشات کی تکمیل نہیں ہونے دیتے ہیں۔

لاشعور کی تمام ترزوجیت میں جنسی محبت وخواہشات کی کارفرمائی | فرائڈ کے نزدیک لاشعور کی جنسی خواہشات جوانی میں نہیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ ہر انسان اپنی پیدائش کے وقت ان کو ساتھ لاتا ہے البتہ ہر دور میں اس کی مناسبت سے مظاہرہ کی شکلوں میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

مثلاً بچہ کا انگوٹھا چوسنا۔ چیزوں کو کاٹنا۔ مُنہ میں رکھنا۔ ملنا۔ ملوانا۔ تھپکوانا وغیرہ سب جنسی خواہشات کی تشفی کا مظہر ہیں۔

اسی طرح بچہ کا پاخانہ پیشاب کرنا۔ چیزوں کی طرف دیکھنا۔ مُنہ پھیر لینا۔ چیزوں کو پھاڑنا۔ نیچے پھینک دینا۔ ٹانگوں اور ہاتھوں کی حرکات وغیرہ جو بھی بچہ کیلئے حسی اور ازخود لذت کا باعث ہوں سب" جنسی" ہیں۔

---

[1] جدت نفسیات باب پنجم واز ص۱۴۰ تا ص۱۴۸

پھر بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو لڑکی کو باپ سے اور لڑکے کو ماں سے مقابلتاً زیادہ محبت ہوتی ہے یہ محبت بھی جنسی ہوتی ہے، اور اس کے ردِعمل میں لڑکی کو ماں کے خلاف اور لڑکے کو باپ کے خلاف ایک قسم کی رقابت پیدا ہو جاتی ہے، یہ جذبۂ رقابت بھی جنسی نوعیت کا ہوتا ہے۔

غرض فرائڈ ہر قسم کے محبت آمیز کردار، رفاقت و دوستی، فن موسیقی، علم و ہنر کے شوق کو جنسی لذت کے تحت داخل کرتا ہے حتیٰ کہ عام بول چال میں کسی شے سے محبت کا تذکرہ اور کام کرنے کا شوق بھی اس کے نزدیک جنسی خواہشات سے تعلق رکھتا ہے، اس طرح لاشعور یا تحت الشعور کی تمام تر نوعیت میں محض جنسی محبت و خواہشات کے جذبہ کو کارفرما تسلیم کرتا ہے۔[1]

لاشعور ہی کو جوہری پوزیشن حاصل ہے | نظریۂ جنسیت میں جوہری پوزیشن لاشعور کو حاصل ہے، شعور در اصل اسی کا جزء اور حصہ ہے، اسی بنا پر اس کا اصلی نام نظریۂ لاشعور ہے۔

چنانچہ لاشعور کے بارہ میں فرائڈ کے خیالات درجِ ذیل ہیں:-

"لاشعور اُبلتی ہوئی خواہش کی ایک دیگ ہے، اس کے اندر کوئی نظم اور کوئی سوچا سمجھا ہوا ارادہ نہیں۔ صرف لذت کی خاطر جنسی خواہشات کی تکمیل کا جذبہ ہے۔ منطق کے قوانین بلکہ اضداد کے اصول بھی لاشعور کے عمل پر حاوی نہیں ہوتے، مخالف خواہشات ایک دوسرے کو زائل کرنے کے بغیر اس میں پہلو بہ پہلو ہمیشہ موجود رہتی ہیں۔ لاشعور میں کوئی ایسی چیز نہیں جو نفی سے مشابہت رکھتی ہو اور ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ فلسفی کا یہ دعویٰ کہ وقت اور فاصلہ ہمارے افعال کے لازمی عناصر ہیں، لاشعور کی دنیا میں غلط ہو جاتا ہے۔ لاشعور کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں جو وقت کے تصور سے علاقہ رکھتی ہو، لاشعور میں وقت کے گذرنے کا کوئی نشان نہیں اور یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے جس کے معنی سمجھنے کی طرف ابھی تک فلسفیوں نے پوری توجہ نہیں کی کہ وقت کے گذرنے سے لاشعور کے عمل میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ ایسی خواہشاتِ عمل جو لاشعور سے کبھی باہر نہیں آئیں بلکہ وہ ذہنی تاثرات بھی جنھیں روک کر لاشعور میں دبا دیا گیا ہے

---

[1] قرآن اور علم جدید نظریۂ فرائڈ اور جدید نفسیات ص۵۶ تا ۵۸۔

لاشعور میں ہر لحاظ سے غیر فانی ہوتے ہیں اور سالہا سال تک اس طرح سے محفوظ رہتے ہیں گویا ابھی کل وجود میں آئے ہیں۔"[1]

اس نظریہ میں انسان کو حیوانی و شہوانی تقاضوں سے بلند کرنے والی کوئی "توانائی" نہیں ہے

ظاہر ہے کہ جب لاشعور کو جنسی خواہش کی ابلتی ہوئی دیگ تسلیم کیا جائے اور اس کی تمام تر نوعیت میں جنسی محبت و خواہشات کا جذبہ مانا جائے تو پھر شخصیتِ انسانی میں کون سی "توانائی" ایسی باقی رہتی ہے کہ جس کی سرگرمیاں حیوانی و شہوانی تقاضوں سے بلند ہوں اور انسان مغلوب الشہوات حیوان بننے سے محفوظ رہ سکے؟

چنانچہ اس نظریہ کے مطابق انسان نہ صرف یہ کہ شرمناک حیوانی و شہوانی تقاضوں کا غلام بنتا ہے بلکہ نظرتاً "برا" اور پیدائشی بدبخت بھی قرار پاتا ہے کیونکہ "فرائڈ" نے لاشعور کے علاوہ شخصیتِ انسانی میں کوئی ایسی جوہری توانائی نہیں تسلیم کی ہے جس کے تقاضے بلند ہوں اور اس کی مدد سے انسان شرمناک جنسی خواہشات پر قابو حاصل کر سکے۔

فوق الشعور اور ایغو کی حیثیت

بلاشبہ فرائڈ کے نظریہ میں فوق الشعور کا ذکر ملتا ہے کہ جب بچہ بڑا ہوتا ہے اور والدین کے ساتھ جذبۂ محبت میں کمی ہو جاتی ہے تو فوق الشعور ہی ایک ایسا وصف ہے کہ بچے کے سامنے "آدرشوں" کو پیش کرتا ہے اور وہ ان سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر اس کی وجہ سے مذہب، اخلاق، ضمیر وغیرہ کا دباؤ محسوس کرتا ہے۔

اسی طرح فرائڈ "ایغو" اور فوق ایغو قوتوں کا بھی تذکرہ کرتا ہے جو لاشعور کو اندھا دھند جنسی خواہشات کی تکمیل سے ڈراتی دھمکاتی ہیں اور ہوش و حواس سے کام لینے کی تلقین کرتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ لاشعور ہی کو انسان کے تمام اعمال و افعال کا محرک و سرچشمہ مانتا ہے، اور ان سب کو کسی نہ کسی طرح لاشعور سے فیض یافتہ یا اس سے قوت حاصل کرنیوالا تسلیم کرتا ہے جس کی بنا پر ان کی فعالیت اس کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہے اور جوہری توانائی کا مقام نہیں حاصل کر سکتے ہیں۔

مذہب و اخلاق علم و ہنر وغیرہ کا مقام

اس نظریہ کی چند کارگزاریاں ہیں۔

(۱) انسان کی اعلیٰ سرگرمیوں علم و ہنر فلسفہ و اخلاق وغیرہ کی نہ پائدار کوئی حیثیت ہے اور نہ مستقل

[1] قرآن اور علم جدید صـ۱۶۱

قدر و قیمت ہے بلکہ یہ سب انسان کی ناقابلِ تسکین اور مجبوراً ترک کی ہوئی جنسی خواہشات کو بہلانے کا ایک ذریعہ ہیں، جب انسان فطرت کو اپنی جنسی اصلی شکل میں مطمئن نہیں کرسکتا ہے۔ تو علم و ہنر فلسفہ و اخلاق وغیرہ کی شکل میں ظاہر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

(۲) مذہب کی حقیقت صرف یہ ہے کہ (۱) جب بچہ بڑا ہوکر سمجھنے لگتا ہے کہ اب اس کے والدین اس کی حفاظت اور غور و پرداخت کرنے سے قاصر ہیں تو وہ ایک آسمانی باپ (خدا) کی خواہش پیدا کرلیتا ہے اور پھر وہ باپ (خدا) اصلی باپ کی جگہ حکم و احکام کا سلسلہ جاری کرتا ہے (ب) یا عام زندگی میں امن و سکون کی حالت اس وقت تک نہیں ہوسکتی ہے جب تک کہ انسان اپنی خواہشات کو دوسروں کے لئے قربان نہ کرے اور یہ ایثار و قربانی اس وقت تک نہیں ہوسکتی ہے جب تک انسان کے سامنے اس کا کوئی معاوضہ نہ ہو لیکن دنیا میں چونکہ حقیقی معاوضہ کی کوئی صورت نہ تھی اس لئے انسان نے خدا نام خیالی معاوضہ کی شکل تجویز کی پھر خیالی معاوضہ ارتقائی مدارج سے کرتا ہوا مذہب کی موجودہ صورت کو پہونچا۔

(۳) اصولِ اخلاق دراصل سماج کی پیدا کی ہوئی ایک مصنوعی رکاوٹ ہیں تاکہ انسان کی جنسی خواہشات بے لگام ہوکر اس کو نقصان نہ پہونچا سکیں۔

(۴) ضمیر سماج کا پولیس مین ہے جو انسان کے شعور میں پہرہ دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

(۵) نیک و بد کی تمیز محض فرضی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے[1]

ظاہر ہے کہ ایسے "نظریہ" کی تعلیم و ترویج کے زمانہ میں انسانی اقدار و شرافت نیز مذہب و اخلاق وغیرہ کا جو حشر بھی ہوجائے وہ کم ہے۔

نظریۂ جنسیت کا اصل تعلق "جزنیات" سے ہے | دراصل یہ نظریہ نفسیات یعنی درسی نفسیات سے نہیں نکلا ہے بلکہ تحلیلِ نفسی کے ذریعہ اطباء کے علاجوں سے پیدا ہوا ہے۔ وسیع معنوں میں اس کا تعلق "جزنیات" سے بیان کیا جاتا ہے اور بعض اوقات اس کے لئے عمق نفسیات کا نام بھی استعمال کیا جاتا ہے[2]

پھر فرائڈ نے اس بات کو کئی مرتبہ دہرایا ہے کہ اس کا نظریہ انسان کی کل ذہنی زندگی پر حاوی ہونے کا

---

[1] قرآن اور علم جدید صفحہ ۱۰۱ [2] جدید نفسیات باب پنجم۔

مدعی نہیں ہے بلکہ خاص طور پر اُس رُخ کی تشریح کرنا چاہتا ہے جسے دوسرے تمام نظریوں میں تاریک چھوڑ دیا گیا۔[1]
یہ علیحدہ بات ہے کہ " رُخ " کی تشریح اس انداز سے ہے کہ نہ صرف دوسرے نظریات کی کمی پوری ہوتی ہے بلکہ نئی بنیادوں پر زندگی کی تشکیل ہو جاتی ہے اور اس طرح پوری زندگی پر یہ نظریہ حاوی بن جاتا ہے۔

نظریۂ فرائڈ کی خامیاں اور کمزوریاں ماہرین نفسیات نے نظریۂ جنسیت کی بہت سی خامیاں و کمزوریاں بیان کی ہیں حتیٰ کہ " فرائڈ " کی نفسیات کا تجزیہ کرکے ثابت کیا ہے کہ وہ خود جنسی خواہشات کا غلام تھا اسلئے ہر چیز کو وہ جنسیت ہی کی نگاہ سے دیکھتا تھا مثلاً

اگر لاشعور میں تمام تر جنسی نوعیت کا جذبہ تسلیم کیا جائے تو آزادانہ جنسی خواہشات کی تسکین سے انسان کو کامل انبساط و آسودگی ہونی چاہئے حالانکہ مشاہدہ ہے کہ آزادی انسان کو بالآخر زیادہ پریشان حال و مصیبت زدہ بنا دیتی ہے۔

اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ خواہشات کی فرمانروائی سے انسان کے فطری اقدار پامال ہوتے ہیں، اور زندگی میں ایک خاص قسم کا " خلا، " پیدا ہو جاتا ہے جس کے " پُر " ہونے کی کوئی سبیل نہیں ہوتی اور تشنگی محسوس ہونے لگتی ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ فرائڈی نظریہ کے مطابق علم و ہنر اخلاق و فلسفیانہ نظریات وغیرہ انسان کی فطری خواہشیں اور اصلی طلب نہیں ہیں بلکہ سماج کے خوف سے مجبوراً ترک کی ہوئی جنسی خواہشات کو بہلانے کا یک ذریعہ ہیں گویا فطری خواہشات صرف جنسی ہیں اور یہ سب ان کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ علم و ہنر وغیرہ کی صورت میں خواہشات کے بدل جانے کی کیا وجہ ہے؟ پھر یہ خواہشات بدل کر بالکل متضاد صورت کیوں کر اختیار کر لیتی ہیں؟ یہ تبدیلی کسی قریب یا خواہشات کے مناسب صورت میں کیوں نہیں ہوتی ہے؟

فرائڈ کا اعتراف حقیقت فرائڈ اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ علم و ہنر اخلاق وغیرہ کی مشغولیت میں بسا اوقات وہ انبساط و آسودگی حاصل ہوتی ہے کہ اصل خواہشات کی تسکین سے بھی وہ نہیں حاصل ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ بدلی ہوئی شکلیں اکثر انسانی اقدار نیکی و سچائی وغیرہ کے روپ میں ظاہر ہوتی ہیں جن کا " جنسیت " سے کوئی تعلق

[1] جدید نفسیات ص۱۱۲

نہیں ہوتا ہے۔

اس کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ انسان کے اندر ایک "جوہری توانائی" ایسی موجود ہے کہ جس کے مخصوص قسم کے تقاضے اور مطالبے ہیں انسان کے اعمال و افعال جس قدر اور جس حد تک اس کی موافقت کرتے ہیں اسی قدر راحت و آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ یہ علم و ہنر، اخلاق وغیرہ دراصل اسی کے اصلی تقاضے اور مطالبے ہیں نہ کہ خواہشات کی بدلی ہوئی شکلیں ہیں۔

رہی وہ عارضی راحت و تسکین جو انسان کو آزادانہ خواہشات کی تکمیل سے ابتداء میں حاصل ہوتی ہے اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسی سانپ کے کاٹے ہوئے کو "نیم" کی کڑواہٹ نہیں محسوس ہوتی ہے۔ اور چڑھے ہوئے زہر کی وجہ سے کام و دہن کے سکون کے ساتھ اس کو استعمال کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس سکون اور علم و ہنر والے سکون میں کتنا فرق ہے؟ اول الذکر اسی وقت تک ہے جب تک زہر کا اثر چڑھا ہوا ہے اور ثانی الذکر مستقل و پائدار ہونے کے ساتھ کسی عارضی سبب کا مرہونِ منت نہیں ہے۔

اصلاً یہ نظریہ پوری زندگی پر حاوی نہیں ہے

واقعہ یہ ہے کہ فرائڈ کا نظریہ نہ انسان کی پوری ذہنی زندگی پر حاوی ہے اور نہ زندگی کے مختلف طبقات و عام حالات میں جاری ہے۔ لیکن لامذہبی دور کی جنسی انارکی و ذہنی طوائف الملوکی نے اس کو اس قابل بنا دیا ہے کہ جدید نفسیات کا وہ مرکزِ توجہ ہے اور اس کی خلاف ورزی صحت کے لئے مضر اور مختلف قسم کے دماغی امراض کا سبب قرار پا گئی ہے۔

فرائڈ کے نزدیک نفس کی تسکین عبادت و ریاضت سے ہی ہوتی ہے

انسانی زندگی کے بعض طبقات کے بارے میں خود فرائڈ کو اعتراف ہے کہ نفس کی تسکین جنسی خواہشات کے علاوہ اور چیزوں سے بھی ہو سکتی ہے اور وہ ان کے ذریعہ دماغی امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں مثلاً صوفیاء و زہاد کی عبادت و ریاضت کے طریقوں کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ ان کی وجہ سے نفسِ انسانی کے مختلف حصوں میں ردوبدل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ

"بالکل ممکن ہے کہ صوفیوں کے بعض طریقے نفسِ انسانی کے مختلف طبقات کے معمولی تعلقات کو بدل ڈالیں مثلاً اس طرح سے کہ قوتِ ادراک ایغو اور لاشعور کی بعض ایسی گہرائیوں پر حاوی

ہوجائے جو بصورتِ دیگر اس کی دسترس سے باہر ہوں۔

سوال یہ ہے کیا یہ طریقے ہمیں ایسے ابدی حقائق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جن سے ساری برکتوں کا ظہور ہوگا؟ یہ بات مشکوک ہے تاہم ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے کہ ہم نے بھی تحلیلِ نفسی کی علاجی کوششوں میں یہی طریق کار اختیار کر رکھا ہے کیونکہ ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ "ایغو" کو مضبوط کیا جائے اُسے فوق الشعور سے الگ کردیا جائے اُس کا مطمحِ نظر وسیع کردیا جائے اور اسکی تنظیم کو پھیلا دیا جائے تاکہ وہ لاشعور کے کچھ اور حصّوں پر حاوی ہوجائے اور جہاں پہلے لاشعور تھا وہاں شعور موجود ہوجائے[1]

درسی نفسیات میں تحلیلِ نفسی کی بے وقعتی اور جذبۂ لاشعور میں خدا کی محبت کا ثبوت

فرائڈ کے اس اعتراف سے واضح ہوتا ہے کہ جو کام اس نے تحلیلِ نفسی کے ذریعہ کیا ہے وہی کام صوفیوں کے عبادات و ریاضات کے طریقوں سے ہوتا ہے۔

پھر ایسی حالت میں درسی نفسیات کے لئے تحلیلِ نفسی کے مذکورہ طریقوں اور ذریعوں کی کیا اہمیت باقی رہتی ہے جبکہ اس کی وجہ سے زندگی کے بہت سے گوشے تشنہ اور بہت سے راز مخفی رہ جاتے ہیں؟

اسی طرح جب جذبۂ لاشعور کو جنسی خواہشات کے علاوہ صوفیوں کے عبادات و ریاضات کے طریقے مستقل طور پر آسودہ کردیتے ہیں تو پھر اس جذبہ کی تمام ترنوعیت میں خدا کی محبت کیوں نہ تسلیم کی جائے؟ اور عبادات و ریاضات کے ذریعہ اس کی تسکین کا سامان کیا جائے؟ جبکہ جنسی محبت و جنسی خواہشات کے تسلیم کرنے میں تسکین کے بجائے بالآخر پریشانی ہوتی ہے اور انسانیت حیوانیت میں تبدیل ہوکر رہ جاتی ہے۔

فرائڈ کی فطرت میں ابدی حقائق کی رہنمائی کا وجود

فرائڈ کا یہ سوال کہ "کیا یہ طریقے ہمیں ایسے ابدی حقائق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جن سے ساری برکتوں کا ظہور ہوگا؟ درحقیقت اسی فطرت کی آواز ہے جس کو قدرت نے اول ہی دن سے انسان کے اندر ودیعت کردیا ہے اور اس کی بنا پر انسان کو حیوان سے پیدائشی طور پر ممتاز پیدا کیا ہے۔

شخصیتِ انسانی میں "فطرت" کی گیرائی و گہرائی کا یہ حال ہے کہ نہ مقابل محاذ کی طاقت اس کی توانائی کو ختم کرسکتی ہے اور نہ زندگی کا کوئی "موڑ" اور "موقف" اس کو بدل سکتا ہے البتہ جب دوسرے مخالف مؤثرات کا غلبہ

[1] قرآن اور علم جدید ص۳۱۶

ہوتا ہے تو اس کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے اور جب بھی موقع ملتا ہے تو پھر اُبھر کر نمودار ہو جاتی ہے۔

نظریۂ فرائڈ پر میکڈوگل کی تردید و تنقید | نظریۂ جنسیت میں اسی قسم کی خامیوں اور بے ضابطگیوں کا نتیجہ تھا کہ "فرائڈ" اپنے دور کے ماہرین نفسیات سے یہ نظریہ نہ منوا سکا اور انھوں نے کھل کر تردید کی۔ چنانچہ "میکڈوگل" نے اپنی مشہور کتاب "اساس نفسیات" میں "کتے" کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ ایک کتا جو انتہائی سردی میں ٹھٹھرتا ہوتا ہے اور رات کی تاریکی میں کوئی اسکی نگہبانی کرنیوالا نہیں ہوتا ہے اتفاق سے کسی انسان کا اُدھر سے گذر ہوتا ہے اور کُتے کی حالتِ زار دیکھ کر اس کا دل تڑپ اُٹھتا ہے پھر انتہائی محبت و ہمدردی کے عالم میں اس کو اپنے گھر لا کر زندگی بھر ہر طرح سے اس کی حفاظت و کفالت کرتا ہے اور مر جانے پر باقاعدہ اس کو دفن کرتا ہے۔ کیا اس "کتے" سے جو محبت و ہمدردی پیدا ہوئی اس میں بھی جنسی و شہوانی محبت کی کارفرمائی تھی ؟ چنانچہ وہ کہتا ہے:-

"میں نے "کتے" کی مثال اس لئے لی ہے کہ اس سے "فرائڈ" کے اس عقیدہ کی تردید ہوتی ہے کہ ہر محبت بالضرور جنسی (شہوانی جبلت کو شامل ہوتی ہے[1]

"ایڈلر کی تردید | اسی طرح فرائڈ کا مشہور شاگرد الفریڈ ایڈلر (پیدائش ۱۸۷۰ء) اس نظریہ سے مطمئن نہ ہو سکا اور برابر اس کی مخالفت کرتا رہا حتیٰ کہ اپنے استاد کی رفاقت بھی ترک کر دی"۔ ایڈلر نے فرائڈ کے ناتسلی بخش نظریۂ لاشعور کی جگہ حب تفوق کا نظریہ ایجاد کیا کہ جذبۂ لاشعور کی نوعیت جنسی نہیں ہے بلکہ حب تفوق ہے اور اس مخالف مذہب کا نام اس نے انفرادی نفسیات رکھا ہے۔[2]

سی جی یانگ کی تنقید | ایسے ہی فرائڈ کا لائق شاگرد سی جی یانگ (پیدائش ۱۸۷۵ء) کہ جس سے ہمیشہ گہرے تعلقات قائم رہے، وہ بھی اس نظریہ سے مطمئن نہ تھا، وہ فرائڈ کے خیالات کو قیمتی اور انقلاب انگیز سمجھنے کے باوجود یک رخہ اور کسی حد تک خام بتاتا تھا۔ چنانچہ اس نے مقابلہ میں زیادہ مکمل نظریہ پیش کرنے کی کوشش کی اور اس کا تحلیلی نفسیات نام تجویز کیا۔[3] ان نظریات کی صحت سے اس وقت بحث نہیں ہے دکھانا صرف یہ ہے کہ "فرائڈ" اپنے نظریہ کی خامیوں اور کمزوریوں کی بنا پر لائق شاگردوں تک کو مطمئن نہ کر سکا۔

لامذہبی دور میں اس نظریہ کی ترویج و اشاعت کی وجہ | غرض لامذہبی دور میں نظریۂ جنسیت کی ترویج و اشاعت کی وجہ یہ تھی کہ جدید دنیا نے اس کے ذریعہ انسان کے مخفی رازوں تک رسائی حاصل کر لی تھی یا یہ نظریہ فطرتِ انسانی کیساتھ ہم آہنگ

۴۴۔ پیدا کرنے والا تھا مگر یہ محض اس میں بیان کی اور رفاقت کی راہیں زیادہ کشادہ تھیں اور حیوانی و شہوانی تقاضوں کو پورا کرنے کی کھلے بندوں اجازت تھی۔

[1] اساس نفسیات ص ۵۷۵ [2] جدت نفسیات ص ۱۷ [3] حوالہ بالا ص ۱۶۶